# روسی مسلح افواج: بحران کے نرغے میں

تحریر: ایرئیل کوہن*

ترجمہ: محمد الیاس خان

روسی افواج کی موجودہ حالت اور مستقبل میں اس کے کردار کا موازنہ اور تجزیہ کرنا خارجہ پالیسی کے امریکی اہل کاروں، سراغرسانی سے متعلق امریکی تجزیہ نگاروں اور امریکی پالیسی سازوں کے لیے ایک سنجیدہ مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ روسی افواج ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۵ء میں روس-جاپان جنگ نیز جنگ عظیم اول کی ناکامیوں کے بعد آج پھر شدید ترین بحران سے دوچار ہیں۔ ماضی کی دونوں شکستوں نے روس میں انقلاب کی راہ ہموار کی جس کے نتیجے میں زارشاہی سلطنت کی بساط لپیٹ دی گئی۔ روسی افواج کا موجودہ بحران صرف میدان جنگ کی شکستوں کی ہی پیداوار نہیں ہے بلکہ اس میں دیگر عوامل بھی کارفرما ہیں۔ اگرچہ سوویت افواج کو افغان جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور چیچنیا میں روسی افواج کی کارکردگی مایوس کن رہی تاہم دنیا کی دوسری بڑی جنگی مشین [روسی فوج] کے خاتمہ اور سقوط میں اُن دوررس تبدیلیوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے جو خود افغان اور چیچن معاشروں میں ظہور پذیر ہوئیں۔

صدر یلسن نے ۲۷ مئی ۱۹۹۷ء کو پیرس میں ناٹو کے ساتھ اشتراک کار کے لیے ''بنیادی اصولوں کے معاہدہ'' (founding priniciples agreement) پر دستخطوں کے ذریعے ....

---

*ایرئیل کوہن ہیریٹیج فاؤنڈیشن، واشنگٹن ڈی. سی. میں سینئر پالیسی انالسٹ ہیں۔ ادارے کا مقالہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے (مدیر)۔

جس میں ناٹوں کی توسیع اور اس میں سابقہ ''مشرقی بلاک'' کے ممالک کی شمولیت کے حق کو تسلیم کیا گیا تھا۔ رسمی طور پر روسی افواج کی نااہلی اور کمزوری کو تسلیم کیا۔اس معاہدہ پر دستخطوں کے بعد صدر یلسن نے ماسکو پہنچتے ہی ''روسی افواج کی اصلاح کے عمل میں ناکامی'' کے الزام میں اپنے وزیر دفاع ایگور روڈیانوف اور روسی افواج کے چیف آف جنرل سٹاف وکٹر سامسونوف کی برطرفی کا حکم صادر کیا۔صدر یلسن نے ایگور روڈیانوف کی جگہ سٹریٹیجک راکٹ فورسز [جوہری افواج] کے کمانڈر جنرل ایگور سرگییف کو وزیر دفاع نامزد کیا۔سرگییف کے بارے میں ایک روسی دفاعی ماہر نے کہا تھا کہ ''وہ ایک روایتی روسی جرنیل نہیں ہیں۔وہ بہت زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور بہت کم مے نوشی کرتے ہیں''۔روسی افواج کی ہائی کمان کا بحران بہرحال یلسن انتظامیہ کے روایتی طریقہ کار کی بھینٹ چڑھ گیا ہے۔یلسن انتظامیہ کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ کسی بھی مسئلہ کے بنیادی اسباب کا کھوج لگانے اور پھر اس کے حل کی تلاش کے بجائے اس کی ذمہ داری کسی ایک فرد پر ڈال کر اسے قربانی کا بکرا بنا دیا جائے۔

### سکڑتا ہوا بجٹ

سوویت عہد کے فوجی بجٹ کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو آج کی روسی افواج کا بجٹ ایک حقیری سی رقم سے عبارت نظر آتا ہے۔امریکہ کے عسکری ماہرین کے اندازوں کے مطابق آج کی روسی افواج کا [سالانہ] بجٹ تقریباً بیس بلین ڈالر ہے جو مبینہ طور پر امریکی مسلح افواج کی قوت خرید کے ساتھ مساوات قائم رکھنے کے لیے درکار کم از کم رقم تصور کی جاتی ہے۔اس کے مقابلہ میں سوویت حکومت جوہری مسابقت اور عالمی طور پر اپنی طاقت کے اظہار (global power projection) پر ایک سو بلین ڈالر سالانہ خرچ کرتی تھی۔

کارنیگی انڈوومنٹ فار انٹرنیشنل پیس کے شرمین گارنیٹ (جو پنٹاگون میں روسی اور یوکرینی

معاملات کے [ شعبہ کے ] سابق ڈائریکٹر رہ چکے ہیں ) کے مطابق ''سوویت یونین کے انہدام کے بعد روس کی فوجی طاقت انتہائی ڈرامائی انداز سے کم ہوگئی ہے۔ اگر چہ روس تاہنوز ایک جوہری طاقت ہے تاہم وہ روایتی طاقت کے اظہار (conventional power projection) کی صلاحیت سے محروم ہو چکا ہے۔ خواہ عددی اشاریوں ( جیسے افواج کی ڈویژنوں کی تعداد، ٹینک، جنگی جہازوں یا سمندر میں موجود بحری جہازوں کی تعداد، جنگ میں قابل استعمال بحری جہازوں اور فوجی یونٹوں کی تعداد، پائلٹوں کی پرواز کے گھنٹوں کی تعداد وغیرہ ) پر نظر ڈالی جائے یا معیار کے اشاریوں ( جیسے فوجیوں کے عزم و ہمت، حوصلہ اور جذبہ قتال ) پر نظر ڈالی جائے، روسی افواج زبردست انحطاط کا شکار نظر آتی ہیں''۔

صدر یلسن کے سابق مشیر برائے قومی سلامتی جنرل الیگزنڈر لبید کے بقول ''آج صرف روسی سپیٹز ناز ( خصوصی افواج ) کا ڈویژن جنگ لڑنے کے قابل ہے''۔ روسی افواج کے دیگر ڈویژن بدنظمی کے مختلف مراحل کا شکار ہیں۔ روسی پائلٹ جو ماضی میں اپنے امریکی ہم منصبوں کے برابر تربیتی مشنوں پر محو پرواز رہا کرتے تھے، آج مالی دشواریوں کے باعث پورے سال میں صرف چار سے دس گھنٹے تک تربیتی پرواز کر سکتے ہیں۔ بحری جہاز اور سب میرین تقریباً سارا سال لنگر انداز رہتے ہیں جس کی وجہ سے یہ زنگ آلود اور تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ روسی افواج کے پاس انہیں محو گردش رکھنے کے لیے درکار ایندھن خریدنے کی سکت نہیں ہے۔ مزید یہ کہ ان کی مرمت اور تعمیر نو کے لیے بھی روسی حکومت اور افواج کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ خطرناک بات یہ ہے کہ روسی حکومت اور افواج ان لنگر انداز اور از کار رفتہ جہازوں پر جوہری اسلحہ بدستور لوڈ رکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ ان خطرناک ہتھیاروں کو اتار کر انہیں محفوظ جگہ سٹور کرنے کے اخراجات ان کی برداشت سے باہر ہیں۔ روسی افواج کی مخدوش صورت حال کا صحیح اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ملٹری اکیڈمیوں سے فارغ التحصیل ہونے والے افسران کے لیے وردیوں کی فراہمی روسی افواج

کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔

## گھن کی طرح چاٹنے والی بدعنوانی

بدعنوانی جو ہمیشہ سے روسی افواج میں موجود رہی ہے، آج نا قابل برداشت حدوں کو چھو رہی ہے۔ روسی افواج کے جرنیل اور جوان چیچنیا میں باغیوں [چیچن مجاہدین] کو اسلحہ فروخت کرتے رہے ہیں جس کی مدد سے باغی خود روسی افواج کے جوانوں کو قتل کرتے رہے ہیں۔ بحرالکاہل کے روسی بحری بیڑے کے سابق کمانڈر اور بعد میں روسی بحریہ کے نائب کمانڈر کے عہدہ پر فائز رہنے والے بحریہ کے ایک اعلیٰ افسر کو ماضی قریب میں اس الزام میں گرفتار کیا گیا کہ اس نے (بحرالکاہل کے بیڑے) کے چالیس جہازوں کی بھارت کو فروخت کے سودے میں بھاری رقومات وصول کیں۔

روس میں فوجیوں کی دل گرفتہ ماؤں کی تنظیم (Soldiers' Mothers) اس بات کی دہائی دیتی رہی ہے کہ درجنوں کی تعداد میں جبری بھرتی شدہ جوان (conscripts) سالانہ بھوک اور افلاس سے مر رہے ہیں۔ تنظیم کے مطابق جوانوں کی خوراک فوجی افسران کھلے بازار میں بیچ دیتے ہیں اور یوں جوانوں کو بھوک کے ہاتھوں موت سے ہم آغوش ہونے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں سالانہ جبری بھرتی شدہ جوانوں کو خدمات کی ادائیگی کے دوران قتل کر دیا جاتا ہے۔ جوانوں کے برعکس فوجی افسران اور امراء البحر (admirals) اپنے لیے لاکھوں ڈالر کی مالیت کی حویلیوں (villas) کی تعمیر میں مصروف نظر آتے ہیں۔

چیچنیا میں روسی افواج کی ناکامی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ روسی افواج متعدد بحرانوں سے دوچار ہیں، جن میں کمزور حوصلہ (poor morale) سے لے کر مکمل بدانتظامی جیسے بحران اور بیماریاں شامل ہیں۔ یہ ایسی بیماریاں ہیں جو اگلی ایک دہائی تک روسی افواج کی طرف سے کسی بھی

[فوجی] کارروائی (operation) کے دوران کھل کر سامنے آتی رہیں گی۔ [روسی حکومت کی] سلامتی کی موجودہ ترجیحات اوراس کو درپیش زبردست مالی دشواریاں روسی افواج میں حقیقی اصلاح کی ہر کوشش کو ناکام بنانے کے لیے کافی ہیں۔فوجی افسران اور جوانوں اوران کے خاندانوں کی ضروریات کی تکمیل بدستور عسکری میزانیہ کے بہت بڑے حصے کو ہڑپ کرتی رہے گی۔ روس کی جوہری افواج کو برقرار رکھنا بدستور [روسی حکومت کی] ترجیحات میں شامل رہے گا، کیونکہ انہی کی بدولت روس تاہنوز عظیم تر طاقت کی حیثیت (super power status) کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

روسی وزارت دفاع کم از کم سٹرٹیجک راکٹ فورسز [جوہری افواج] کو منظّم رکھنے کی کوشش جاری رکھے گی۔ درحقیقت روس کی روایتی افواج کی کمزوری اس کی جوہری افواج کی اہمیت کو مزید بڑھانے کا سبب بنتی رہے گی۔ روسی وزارت دفاع کے متعدد اعلیٰ افسران اور عسکری تجزیہ نگار ناٹو کی توسیع [کے خطرے] اور ممکنہ دیگر خطرات سے نمٹنے کے لیے [روس کے] جوہری ہتھیاروں (بشمول تدبیراتی ہتھیاروں) کے ممکنہ استعمال پر زور دیتے رہے ہیں۔ روس کی [روایتی] فوج درحقیقت ایک پست حوصلہ (demoralized) اور غیر مؤثر قوت بن کر رہ گئی ہے۔اس کے اہل کاروں کو [صرف] ۱۹۹۶ء میں چار ماہ کی تنخواہ نہیں مل سکی۔ ۱۹۹۷ء [اوراس کے بعد] کے دوران یہ صورت حال بہتر نہیں ہوسکی ہے۔ اگرچہ راکٹ فورسز اور وزارت داخلہ کے [نیم فوجی] دستوں کو باقاعدگی سے تنخواہوں کی ادائیگی کی جارہی ہے تاہم فضائیہ کے پائلٹوں اور ٹینک رجمنٹوں کے کمانڈروں اور دیگر اہل کاروں کو مہینوں تک تنخواہوں کی ادائیگی نہیں ہوتی ہے۔

## ناقابل برداشت سماجی احوال

کم از کم ایک لاکھ فوجی افسران اوران کے خاندان ناقابل برداشت رہائشی مشکلات سے دوچار ہیں۔تعمیراتی ڈھانچے فوجی اہل کاروں کے خاندانوں کے لیے درکار بنیادی سہولیات فراہم

نہیں کرتے۔ چنانچہ وبائی امراض میں ڈرامائی حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ جبری بھرتی سے فرار کے عمومی رجحان نے روسی فوج کو کم تر صلاحیت کے غیر تربیت یافتہ جوانوں کا ایک ایسا مرداب (pool) بنا کر رکھ دیا ہے جو صحت سے متعلق متعدد مسائل کو جنم دینے کا باعث بن رہا ہے۔ مسلح افواج میں بدعنوانی اوپر سے نیچے تک پھیلی ہوئی ہے۔ انہیں ایندھن اور خوراک کی زبردست قلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ صرف ۱۹۹۵ء میں مسلح افواج کو خوراک اور ایندھن کی ضروریات کا صرف ۳۵ فیصد کے قریب حصہ ملا۔

چیچنیا میں لڑنے والی روسی افواج نے جو بوٹ اور ٹوپیاں پہن رکھی تھیں وہ مینا ٹیپ بینک کی طرف سے بطور عطیہ فراہم کی گئی تھیں۔ (امریکی افواج سے موازنہ کے لیے اس حقیقت کی طرف اشارہ کافی ہوگا کہ انہوں نے صحرائی طوفان [خلیجی جنگ] نائیک (Nike) راکٹوں کی مدد سے لڑی)۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں سابق روسی وزیر دفاع ایگور روڈیانوف نے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا ''فنڈز کی زبردست کمی کے باعث روسی افواج کی حالت اس حد تک ناگفتہ بہہ ہوگئی ہے کہ اب انتہائی حد تک ناخوشگوار اور ناقابل ضبط واقعات/حوادث کا ظہور عین ممکن نظر آنے لگا ہے''۔

مئی ۱۹۹۷ء میں روسی ایوانِ زیرین [ڈوما] کی دفاعی امور کی کمیٹی کے چیئرمین ریٹائرڈ جنرل لیوروخلن نے ''روسی افواج [کی قیادت] سے بری فوج (army) کی بگڑتی ہوئی حالت کو سنبھالا دینے کے لیے انتہائی اقدامات (extreme measuses) اٹھانے'' کا مطالبہ کیا۔ اگرچہ ان کے اس مطالبہ پر تا حال کسی نے کان نہیں دھرا ہے تاہم روسی پارلیمان (ایوان زیرین) میں حکومت مخالف کمیونسٹ اور وطن پرست حلقے دفاعی بجٹ میں نمایاں اضافے سے متعلق اپنے مطالبے کے حق میں فوجی قیادت کی حمایت حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشاں ہیں۔

روسی افواج کا مالیاتی بحران بین الاقوامی سلامتی کے لیے سنگین خطرات کا باعث بن رہا ہے۔ روس کی غیر روایتی حربی صلاحیتوں [جوہری ہتھیاروں] کی مناسب حفاظت اور نگہداشت روسی حکومت اور افواج کے لیے ممکن نہیں رہی ہے۔ چین جیسی ابھرتی ہوئی طاقتیں اور ایران و عراق جیسی سیلانی اور سرکش (rogue) حکومتیں روسی عسکری صنعت کے ''گوہر نامدار'' (crown jewels) کے حصول کی کوششوں میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ امکان بھی مسترد نہیں کیا جا سکتا کہ روسی افواج یا حکومت [زبردست مالیاتی دباؤ سے نکلنے کی غرض سے] بین الاقوامی دہشت گرد تنظیموں یا کولمبیا کے منشیات فروش گروہوں کی طرح کے منظّم جرائم پیشہ گروپوں کو خطرناک ٹیکنالوجی بیچنے کی راہ پر گامزن ہو جائے گی۔ ان دہشت گرد اور جرائم پیشہ تنظیموں کی طرف سے روس کے غیر محفوظ [جوہری ہتھیاروں اور ان کی ٹیکنالوجی] کی چوری بھی خارج از امکان نہیں ہے۔

بیجنگ بطور خاص ماسکو کے ملٹری ہارڈ ویئر اور ٹیکنالوجی کا پرجوش گاہک ہے۔ چین نے روس سے جدید ترین (دفاعی) ٹیکنالوجی خریدی ہے تاکہ وہ اپنے جوہری قذیفوں (nuclear warheads) اور اپنے بین البراعظمی میزائیلوں (ICBMs) کی صلاحیت اور رینج میں اضافہ کر سکے۔ ظاہر ہے چین کی ان کوششوں کا ہدف و مقصود امریکہ کے ساتھ برابری کا حصول ہے۔

چین نے روس سے سوریمینی کلاس (soveremenny class) تباہ کن جہاز حاصل کیے ہیں جو سپر سانک کروز میزائل سے لیس ہیں۔ سابق سوویت یونین نے یہ سپر سانک کروز میزائل امریکی طیارہ بردار جہازوں کو تباہ کرنے کی غرض سے تیار کیے تھے۔ اپنی فضائی [طاقت کی] کم تری کے احساس سے مغلوب بیجنگ نے روس سے نہ صرف جدید ترین (satate of the art) سوخوئی -۲۷ لڑاکا طیارے اور اواکس طیارے حاصل کر لیے ہیں، بلکہ اس نے ماسکو سے دوران پرواز فضا میں ہی جنگی اور لڑاکا طیاروں میں ایندھن بھرنے کا نظام/ٹیکنالوجی بھی خرید لی ہے۔

چین کی حربی قوت میں یہ اضافہ بیجنگ کے ''ستراتیجی ہدف'' کے حصول میں معاون ثابت ہوگا۔ بیجنگ تائیوان کے خلاف ممکنہ ''ملٹری آپشن'' کی اس حد تک تقویت کے لیے کوشاں ہے کہ امریکہ کے لیے [تائیوان کے حق میں] مداخلت ممکن نہ رہے۔

روسی ہتھیاروں کی دوسری بڑی منڈی ایران کی ''عسکریت پسند اسلامی حکومت'' (militant Islamic regime) ہے۔ ہزاروں [کذا] کی تعداد میں روسی ماہرین ایران کے جوہری پروگرام سے منسلک ہیں، جو ممکنہ طور پر فوجی مقاصد کے لیے استعمال ہوگا۔ روس کے نیو کلیائی فنی ماہرین چین میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ روسیوں نے تہران کو کیلو-کلاس ڈیزل سب میرین مہیا کی ہیں جو [خلیج کے] آبنائے ہرمز میں [مغرب کو] تیل کی ترسیل میں رخنہ انداز ہونے کی صلاحیت سے مالا مال ہیں۔ روس [عراقی صدر] صدام حسین کی طرف سے چار ہزار ٹینکوں کی خریداری کی خواہش کی تکمیل کے لیے بھی بے قرار دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ تاہنوز ماسکو کی اس خواہش کی تکمیل میں عراق کے خلاف عائد بین الاقوامی پابندیاں حائل رہی ہیں۔

ماسکو سمجھتا ہے کہ چین، ایران اور بھارت کی حربی صلاحیتوں میں اضافہ امریکہ کی ''بین الاقوامی پہنچ'' کو بیلنس کرنے اور اس کی واحد برتر طاقت کی حیثیت کو چیلنج کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اسلحہ کی بیرونی منڈیوں تک رسائی [ماسکو کے نقطۂ نظر سے] روس کی حربی صنعت کی دگرگوں حالت کو سنبھالا دینے کے لیے بھی ضروری ہے۔ روس اپنی اس صنعت کو نہ صرف ازسرنو فعال بنانے کے لیے کوشاں ہے بلکہ اس صنعت کی پیداوار کی بیرونی منڈیوں تک ترسیل کے بدلے زرمبادلہ کے حصول کو بھی یقینی بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کی مدد سے مزید تحقیق اور ترقی کے منصوبوں کو رواں دواں رکھا جاسکے۔ روسیوں کو اس حقیقت کا بخوبی ادراک ہے کہ اگر انہوں نے اکیسویں صدی میں اسلحہ کی بیرونی منڈیوں میں مغرب کے ساتھ مسابقت کو جاری رکھنا ہے تو انہیں حربی صنعت میں مسلسل تحقیق اور جدید تر ٹیکنالوجی کو متعارف کرانے کا عمل جاری رکھنا ہوگا۔ روسی ہتھیار نہ صرف کم

قیمت ہیں بلکہ ان کا استعمال اوران کی نگہداشت انتہائی آسان ہے۔روسی ہتھیاروں کی یہ خوبیاں انہیں ترقی پذیر ممالک کے لیے مزید پرکشش بناتی ہیں۔

اسلحہ کے برآمد کی [روسی] سرکاری کمپنی روسوو روژنئی (Rosvooruzheniye) جس کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل الیگزنڈر کوتل کین ہیں، اشتہار بازی کے جدید ترین طریقے (techniques) استعمال کرنا سیکھ رہی ہے اور سرمایہ کاری کے حصول کے شعبہ میں تخلیقی انداز اپنا رہی ہے۔ کمپنی کی سرکاری حیثیت کی وجہ سے روسی سٹیٹ بنک اور دیگر نجی بنک کمپنی کی طرف سے اسلحہ کے فروخت کے سودوں کو فنانس کررہے ہیں۔۱۹۹۶ء میں کمپنی نے ۳ بلین ڈالر کا اسلحہ فروخت کیا۔ ۱۹۹۷ء کے لیے اسلحہ کے فروخت کی حد ۵ بلین ڈالر مقرر کی گئی تھی۔ روسی حکومت سن ۲۰۰۰ء تک اسلحہ کی فروخت کے معاملہ میں امریکہ کو پیچھے چھوڑ جانے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔

## سلطنت کا زوال

سوویت یونین کے انہدام کے نتیجے میں پولینڈ کی سرحدات سے لے کر بحرالکاہل تک پھیلے ہوئے وسیع وعریض یوریشیا میں طاقت کا توازن بدل کر رہ گیا ہے۔سوویت انہدام کے بعد کے دور میں روسی افواج لسانی اور نسلی تنازعات کے ایک تباہ کن سلسلے میں ملوث رہی ہیں۔ ان میں سے بعض تنازعات خود روسیوں کے پیدا کردہ تھے اور بعض دیگر کو روسیوں نے ہوا دی۔ ان تنازعات کی درپردہ پشت پناہی اور ان میں روسی افواج کی مداخلت کا مقصد روسیوں کی گم گشتہ سلطنت کی ازسرنو شیرازہ بندی کرنا تھا۔۱۹۹۲ء میں مولدووا کے مشرقی علاقوں میں رومانوی زبان بولنے والے باشندوں اور مولدووا کے روسی شہریوں کے مابین فسادات بھڑک اٹھے۔ان فسادات کے نتیجے میں مولدووا کی آزادی خطرے میں پڑ گئی تھی ماسکو نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے لیے جنرل الیگزنڈر لیبد کی قیادت میں روسی افواج مولدووا روانہ کیں۔۱۹۹۳ء میں روسیوں

نے جارجیا کی علاقائی سلامتی کو خطرات سے دوچار کرتے ہوئے ''ابخاز علیحدگی پسندوں'' کو فوجی مدد فراہم کی۔ ماسکو نے تاجکستان کی کمیونسٹ حکومت کو بچانے کی خاطر وہاں ۲۰۱ ویں رائفل ڈویژن تعینات کی۔ ۱۹۹۶ء میں روسی افواج نے میزائلوں اور ٹینکوں سمیت ایک ارب ڈالر کا اسلحہ آرمینیا روانہ کیا تاکہ تیل کی دولت سے مالا مال آذربائیجان کے خلاف جنگ میں آرمینیا کی برتری کو برقرار رکھا جاسکے۔ ماسکو کی خواہش ہے کہ آرمینیائی اکثریت کے آذری علاقے [نگورنو کاراباخ] پر کنٹرول کے لیے آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان تنازعہ 'حالت التواء' میں رہے اور دونوں ملکوں کے مابین ''نہ جنگ نہ امن'' کی کیفیت برقرار رہے تاکہ قفقاز میں 'امن ساز' کی حیثیت سے ماسکو کے استعماری کردار کو دوام دیا جاسکے۔

روسی افواج میں ایک نئی قسم کے مخصوص دستوں کی تشکیل کا عمل جاری ہے جن کو مہماتی دستوں (expeditionary corps) کا نام دیا جاسکتا ہے۔ یہ مخصوص دستے دراصل پیشہ وارانہ مہارت کی حامل پیادہ افواج پر مشتمل ہیں جو استعماری اغراض کی تکمیل اور نام نہاد ''امن مشنوں'' کی انجام دہی کی تربیت سے آراستہ ہیں۔ مستقبل میں ان مخصوص دستوں کے کردار کے جاری رہنے کا امکان ہے۔ عین ممکن ہے مستقبل میں روسی افواج میں درج بالا صفات کے حامل ''افغان دستوں'' اور ''چیچنیا دستوں'' کا بھی ظہور ہو۔ مستقبل میں روسی افواج کے ''سٹرٹیجک راکٹ فورسز'' کا کردار بھی مضبوط تر ہوتا جائے گا۔ جوں جوں روس کی روایتی افواج کی حالت خراب ہوتی جائے گی اپنے جوہری راکٹوں پر کریملن کا انحصار فزوں تر ہوتا جائے گا۔

ماضی میں سوویت تسلط میں رہنے والے ماسکو کے استعماری خطے (imperial space) میں روس کے علاوہ دیگر کھلاڑی بھی کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ ان میں چین کو نمایاں مقام حاصل ہے جو مشرق کی تیز رفتاری سے ابھرتی ہوئی طاقت ہے۔ عین ممکن ہے سائبیریا کے روسی علاقوں اور وسطی ایشیا کی نو آزاد ترک جمہوریاؤں سے متعلق چینیوں کے اپنے منصوبے [designs] ہوں۔

چین کے علاوہ یوریشیا کے جنوبی سرحدات پر واقع مسلمان ممالک - پاکستان، ایران اور ترکی ـ بھی یوریشیا میں دلچسپی رکھنے والے ممالک کے طور پر سامنے آ رہے ہیں۔

وسطی ایشیا اور قفقاز پر تسلط کے لیے انیسویں صدی میں لڑی جانی والی ''گریٹ گیم'' میں برطانوی سلطنت کو شکست سے دوچار کرنے والے روس کو آج پھر اس خطے میں اثر و نفوذ کے لیے برسرپیکار ایسی نئی قوتوں کا سامنا ہے جن کو سمجھنے سے روس قاصر ہے اور جن کے ساتھ مسابقت کے لیے درکار وسائل کی فراہمی ماسکو کے لیے انتہائی پیچیدہ مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ایک اور مسئلہ جو ماسکو کے لیے باعث تشویش ہے ناٹو کی توسیع کے بعد خطے میں امریکہ اور یورپ کا متوقع طور پر بڑھتا ہوا اثر ونفوذ ہے۔ یوکرین اور بالٹک ریاستیں تو پہلے ہی امریکی اور یورپی مفادات کا خطہ بن کر سامنے آ گئی ہیں۔

یو. ایس. آرمی وار کالج کے پروفیسر سٹیفن بلنک جو روسی افواج سے متعلق امور کے ماہر تسلیم کیے جاتے ہیں کے بقول ''روسی افواج کا انحطاط دراصل ناکام ریاست کی بیماریوں میں سے ایک ہے (a syndrome of the failing state)۔ روس میں ۱۹۹۲ء سے جاری صنعتوں کی نجکاری اور انحطاط پذیر افراط زر نے حربی صنعت کے لیے حکومت کے پاس وسائل کو مزید کم کر دیا ہے۔ سوویت عہد میں ریاست کی طرف سے فراہم کردہ سماجی تحفظ کے نظام کے خاتمہ کے منفی اثرات پورے روس کو اپنے شکنجہ میں لیے ہوئے ہیں۔ آج صحت، تعلیم اور سماجی بہبود سے متعلق تمام سہولیات تباہ کن صورت حال سے دوچار ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ لاکھوں کی تعداد میں روسی سابق سوویت ریاستوں ''قریبی بیرون'' سے ''مادر روس'' میں ہجرت کر کے آ رہے ہیں [ جن کی آبادکاری وسائل کی کم یابی کی شکار حکومت کے لیے مزید پریشانیوں کا باعث بن رہی ہے ]۔

قانون کی حکمرانی قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ عدالتی نظام کی جگہ ''انصاف کی نجکاری''

(privatization of justice) نے لے لی ہے۔ پورا روس ''اٹھائی گیروں کی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں'' کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ روسی معاشرہ ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کا مصداق بن کر رہ گیا ہے۔ اس طرح کا تباہ حال اور غیر صحت مند معاشرہ لازماً افواج کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ روسی افواج کے متعدد اعلیٰ افسران فوج چھوڑ کر نجی شعبہ میں طبع آزمائی کی راہ اختیار کر چکے ہیں۔ بعض فوجی اہل کار منظّم جرائم پیشہ گروپوں میں شامل ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان جرائم پیشہ گروپوں کی کارروائیوں میں فقید المثال نظم وضبط پیدا ہو گیا ہے اور ان کی حربی صلاحیت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔

## اقتدار کی جنگ جاری ہے

۱۹۹۵ء کے بعد سے صدر یلسن کی مسلسل خرابی صحت کی بناء پر روس میں ایوان صدارت کی ریاستی معاملات پر گرفت کمزور ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ ریاستی اداروں کے مابین اقتدار، رسوخ اور امور مملکت پر گرفت مضبوط کرنے کے لیے مخاصمت ابھر کر سامنے آرہی ہے۔ وزارت دفاع، وزارت داخلہ اور وزارت خارجہ خاص طور پر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ذاتی مفادات کی نمائندگی کرنے والی کمپنیاں  قدرتی گیس کی اجارہ دار گیس پردم کمپنی جس کے سابق سربراہ سابق وزیر اعظم وکٹر چرنو میر دین تھے، اور تیل کی تلاش اور کھدائی کی بڑی کمپنی لک آئل  روس کی خارجہ پالیسی کے اوزار کے طور پر سامنے آرہی ہیں جو بحیرہ کیسپیئن (خذر) میں موجود وسائل توانائی  تیل اور گیس  پر روسی اجارہ داری کے قیام کے لیے مسابقت میں مصروف ہیں۔

اس تناظر میں روس میں جاری اقتدار کی جنگ میں مسلح افواج کی حیثیت متعدد فریقوں میں سے محض ایک فریق کی رہ گئی ہے۔ بایں ہمہ روس [اپنی مسلح افواج کے بل بوتے پر] استعماری طرز

کی توسیع پسندانہ پالیسیوں پر نہایت مستعدی سے گامزن ہے۔ ماسکو کے جیو سیاسی عزائم اور آرزوؤں (ambtions) میں بحرالکاہل کے جزائر کوریل (Kuril Islands) سے لے کر تاجکستان کے کوہستان پامیر تک کے علاقہ پر از سر نو تسلط جمانا شامل ہے۔ روس ایک بار پھر پولینڈ کی سرحدات تک کے علاقہ کو اپنے زیر نگیں کرنے کی خواہشات سے مغلوب دکھائی دیتا ہے۔ پروفیسر بلنک کے مطابق روس کی طرف سے اس قسم کی مہم جوئی اس کی تباہی کا پیغام ثابت ہوگی۔ ''یو. ایس. آرمی فارن ملٹری سٹڈیز آفس'' کے جوکب کپ (Jocob Kipp) کے بقول ''روسی بری افواج، وزرات داخلہ کے دستے، سرحدی محافظ دستے (border guards) اور حتیٰ کہ صدارتی محافظ دستے قوت، اقتدار اور توقیر کے حصول نیز سکڑتے ہوئے وسائل پر قبضہ کے لیے اس انداز سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں گویا وہ ''دیوانے کے خواب'' کی تعبیر کی تلاش میں ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مرکزی قیادت کے فقدان کے باعث روس کی ''تکثیریت پسند'' (pluralistic) افواج میں اصلاحات کا لابدی عمل مشکلات سے دوچار ہے۔ چنانچہ ''تکثیریت پسند'' روسی افواج کو ایک ''پیشہ وارانہ مہارت کی حامل [واحد] فوج'' میں بدلنا انتہائی مشکل ثابت ہو رہا ہے۔

صدر ریلسن کے وفادار [وزیر دفاع] پاول گراچیف کی سبکدوشی، جنرل روڈیانوف کی [بحیثیت وزیر دفاع] آمد اور رخصتی، جنرل لیبد کی کرشماتی شخصیت کا [بطور مشیر برائے قومی سلامتی] ظہور اور تھوڑی ہی مدت بعد ان کی رخصتی نیز صدر ریلسن کی طرف سے آئے دن فوجی جرنیلوں اور دفاع سے متعلق دیگر اعلیٰ عہدیداروں کی برطرفیاں نہ صرف کریملن میں جنم لینے والی سازشوں کا پتہ دیتی ہیں بلکہ یہ روسی افواج کے مستقبل سے متعلق کریملن کے رہنماؤں کے متعارض اور متضاد تصورات کی بھی عکاسی کرتی ہیں۔

اکیسویں صدی کی آمد آمد ہے۔ روسی افواج کی اربوں ڈالر کی ضروریات کی تکمیل کی کوئی

صورت نظر نہیں آ رہی ہے۔ملک میں غربت اور افلاس کے سائے گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ان حالات میں روسیوں کی شدید ترین خواہش ہے کہ وہ جد از جلد اس ناخوشگوار صورت حال پر قابو پا لیں۔ وقت کی گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کرتی ہوئی مسلسل آگے بڑھ رہی ہیں اور آنے والا وقت شاید ماسکو کے لیے اچھا ثابت نہ ہو۔کپ (Kip) ماسکو کے مستقبل کا تجزیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ''یا تو روسی حکومت فوری طور پر افواج، سیاسی قوتوں اور عوام کے مابین از سرنو ہم آہنگی اور مطابقت (concordance) کی شدید ترین ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ضروری اقدامات اٹھائے اور یا پھر اسے بری افواج کے تسلط کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے''۔اگرچہ روس میں فوری طور پر [فوجی] انقلاب کا خطرہ درپیش نہیں ہے تاہم اگلے صدارتی انتخاب میں فوج اپنی حمایت یقیناً کسی قوم پرست امیدوار کے پلڑے میں ڈالے گی۔ روسی افواج اور روسی عوام کے ایک بہت بڑے طبقے کا خیال ہے کہ قوم پرست قیادت ہی روسی ریاست اور روسی افواج کی گم گشتہ طاقت اور ساکھ کو از سرنو بحال کر سکتی ہے۔

روسی افواج ماضی میں بھی دردناک شکستوں سے دوچار ہوتی رہی ہیں اور ان تمام شکستوں کے بعد وہ اپنی طاقت کو از سرنو بحال کرنے میں کامیاب بھی ہوتی رہی ہیں۔روسی افواج کی تاریخ اس طرح کی بے شمار مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔۱۶۱۳ء میں پولینڈ کی افواج نے ماسکو کو نذر آتش کر دیا تھا۔نپولین بوناپارٹ نے بھی ۱۸۱۲ء میں ماسکو کے ساتھ یہی سلوک کیا۔جنگ عظیم اول میں جرمن افواج کے ہاتھوں زار شاہی روس کی افواج کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا۔۱۹۴۱ء میں ہٹلر کی [جرمن] افواج نے ماسکو اور لینن گراڈ پر تقریباً قبضہ کر لیا تھا۔مغرب کو آج روسی افواج کی کمزوری اور بدحالی پر خوش نہیں ہونا چاہیے۔روسی افواج شاید کمزوری، ضعف اور پستی کے اُس آخری نقطے (nadir) پر پہنچ چکی ہیں جہاں مزید پستی کا کوئی تصور نہیں ہے۔پستی کے اِس آخری نقطے سے وہ صرف ایک ہی سمت چھلانگ لگا سکتی ہیں ۔یعنی صرف اور صرف بلندی کی طرف۔